علمی مضامین سلسلہ نمبر ۶۰

"اَلحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

عصرِ حاضر میں طریقِ اِجتہاد

آج کل یہ ذہن عام ہے کہ اِجتہاد کا حق عام ہونا چاہیے۔ دینیات کا تھوڑا بہت علم حاصل ہونے پر یہ جذبہ اُبھرنے لگتا ہے اِسی طرح قانون داں طبقہ، ہائی کورٹ اَور سپریم کورٹ کے جج حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح وہ اَنگریزی قوانین کے تحت فیصلہ دیتے ہیں اَور وہ دُوسری عدالتوں میں تسلیم کیا جاتا ہے اِسی طرح وہ اِسلامی مسائل کے بارے میں بھی رائے دیں، اِجتہاد کریں اَور وہ تسلیم کی جائے۔

یہ بات ناممکن نہیں ہے لیکن ہر چیز کے کچھ اُصول وضوابط ہوتے ہیں اُن کی واقفیت بلکہ اُن کی مہارتِ تامہ اَور اِستحضار ضروری ہوتا ہے ورنہ لغزش ہو جاتی ہے مثلاً :

(۱) اِسلام کے ایسے مسائل جو قرآنِ پاک اَور اَحادیث میں بیان ہو گئے اُن میں اِجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔

(۲) جو مسائل صحابہ کرامؓ نے تحقیق کر کے طے کر دیے اَور اُن پر اِجماعِ اُمت ہو گیا۔ ایسے مسائل میں بھی اِجتہاد نہیں ہو سکتا۔

اَلبتہ ایسے مسائل جو اِس زمانے میں پائے جا رہے ہیں اُن میں اِجتہاد اَب بھی جاری ہے اَور علماءِ کرام برابر یہ فرض اَنجام دے رہے ہیں مگر خاص اُصول کے تحت۔

مثال کے طور پر

☆ '' ایسا شخص جو لاپتہ ہو گیا ہو اُس کی بیوی کتنے عرصہ اُس کا اِنتظار کرے۔''

یہ فقہ حنفی کا پُر پیچ مسئلہ تھا۔

اِس کے بارے میں حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِجتہاد کیا لیکن اِس طرح کہ اُنہوں نے ایک فتوی مرتب کیا کہ فی زمانہ مسلکِ فقہ حنفی پر عمل مشکل ہے اِس لیے میری رائے یہ ہے کہ ہم مَفْقُوْدُ الْخَبَرْ شخص کی بیوی کے لیے فقہ مالکی سے قوانین لے لیں کیونکہ وہ اِس دَور میں قابلِ عمل ہیں پھر فقہ مالکی کے تمام مسائل لکھ کر مُلک بھر کے علماء کے پاس بھیجے اُن سب نے اِس فتوے کی تصدیق کر دی۔ پھر اِس سب کارروائی کو اُنہوں نے

'' اَلْحِیْلَۃُ النَّاجِزَۃُ لِلْحَلِیْلَۃِ الْعَاجِزَۃِ ''

کے نام سے چھاپ دیا اَور اَب ایسی صورت میں اِسی پر فتوی دیا جاتا ہے۔

☆ ٹیلیفون اِیجاد ہوا۔ تو اِس کے متعلق بھی کچھ مسائل سامنے آئے مثلاً ٹیلیفون پر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ طے پایا کہ ہو سکتا ہے۔

☆ رؤیتِ ہلال کی خبر ٹیلیفون سے دی جا سکتی ہے یا نہیں ؟ اَور وہ معتبر ہو گی یا نہیں ؟

☆ رؤیتِ ہلال کی خبر ریڈیو پر۔

☆ لاؤڈ اِسپیکر پر نماز۔

☆ ریل میں نماز۔

☆ روزہ کی حالت میں اِنجکشن۔

☆ ڈاکٹری دواؤں میں الکوحل۔

☆ بینکنگ، اِنشورنس اَور لاٹری وغیرہ کے مسائل۔

☆ مریض کو خون چڑھانا۔

☆ اَعضاء کی پیوند کاری۔

یہ سب مسائل اَخبارات، رسائل اَور فتاوی میں طبع بھی ہو چکے ہیں۔ اِن سب مسائل پر بحث ہوئی اِجتہاد کیا گیا اَور کچھ پر بحث جاری ہے۔

☆ مشینی ذبیحہ درست ہے یا نہیں ؟

اَیوب خاں کے دَور میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کے جواز کا فتوی دے دیا تھا لیکن حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کی مخالفت کی، اِن کی دلیلیں مفتی محمد شفیع صاحب نے تسلیم کیں اَور اَپنے فتوے سے رُجوع کا اِعلان فرمایا۔

جس طرح مذکورہ بالا مسائل میں اِجتہاد کیا گیا اِسی طرح آج ہر نئے مسئلہ میں علماءِ کرام اِجتہاد کر سکتے ہیں اَور اُسے سب تسلیم کریں گے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اِجتہاد اُصولِ فقہ کے تحت ہو، اُس کا متن ایسا عالم لکھے جس کے تبحر علمی پر اِعتماد کیا جاتا ہو، اُس کی بے نفسی، تقوی اَور غیر مرعوبیت واضح ہو پھر اُس کے فتوے کی مختلف مقامات کے بڑے بڑے دارُالافتاء اَور علماء یا علماء کا بہت بڑا مجمع تصدیق کرے، ورنہ بصورتِ اِختلاف وہ اِجتہاد بے کار اَور غیر مقبول ہوگا۔

اِختلاف کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اِس مسئلہ میں کہیں اُصولی غلطی ہو رہی ہے یا گنجائش نہیں ہے اَور پیدا کی جا رہی ہے جسے اِختلاف کرنے والے علماء دلیل سے ثابت کرتے ہیں۔

چند مسائل میں اِس قسم کا اِختلاف علماءِ ہند اَور علماءِ مصر میں چلا آ رہا ہے۔ اَور جب بھی علماءِ ہند کی علماءِ مصر سے گفتگو ہوتی ہے تو وہ اِنفرادی طور پر اَپنے علماءِ مصر کی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔

اِس دَور میں ہر شخص یا ہر عالم کو مجتہد نہیں مانا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اِجتہاد کے لیے جتنا بڑا علم شرط ہے وہ کسی فردِ واحد میں نہیں پایا جاتا۔ اَور جس دَرجہ تقوی شرط ہے وہ، اَور اِتنا علم دونوں باتیں جمع ہوں تو مجتہد ہو سکتا ہے۔

پہلے تو یہ ہے کہ اُسے تمام اَحکام کے متعلق حدیثیں حفظ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ اَور اُن کے شاگردوں کے دَور کے تمام اِسلامی ہائی کورٹ اَور سپریم کورٹ کے فیصلے اَور اُن کے فتوے یاد ہوں۔ اُن سب کو حدیث کہا جاتا ہے اَور اُن کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ بنتی ہے۔ اِمام اَحمد رحمة اللہ علیہ کے ساتھی اِسحاق رحمة اللہ علیہ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں (یعنی مذکورہ روایتیں، فتوے اَور فیصلے)

پھر حدیث کا یاد کر لینا ہی کافی نہیں ہے اِس کی تاریخی معلومات نہایت ہی ضروری ہیں کہ یہ روایت کتنے حضرات نے نقل کی ہے اَور اِن روایتوں کی سند کیا ہے، سند میں کتنے نام آرہے ہیں (کتنے راوی ہیں) اَور اُن راویوں کے حالات کیا ہیں، کب پیدا ہوئے، کہاں کہاں پڑھا، کیسا حافظہ تھا، متقی تھے یا نہیں، کس کس سے ملے، کب وفات ہوئی، وغیرہ۔ پھر اُن کے حافظہ وغیرہ کے بارے میں رائے کیا ٹھہری۔ یہ خاص قسم کی تاریخ ہے جس میں ہر عالم کے بارے میں رائے لکھی گئی ہے اَور اِس کا وجود اِسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں۔ اِس کا نام ''علم اَسماء الرجال'' ہے۔

اِس کی کتابیں دس دس بارہ بارہ جلدوں میں ہیں۔ حافظ مِزّی، حافظ ذہبی اَور حافظ اِبن حجر کی کتابیں تو عام مل جاتی ہیں لیکن علماء کا حال یہ ہے کہ آج کل بڑے جید علماء وہ شمار ہوتے ہیں جو اِن کا مطالعہ کرتے رہیں۔ یہ کتابیں اَور اِن میں دَرج نام اَور اُن کے حالات سب یاد ہوں ایسا عالم تو دیکھنے میں نہیں آیا۔

حافظ اِبن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے زمزم یہ دُعا کرتے ہوئے پیا کہ میرا حافظہ اَور علم حافظ ذہبیؒ کی طرح کا ہو جائے۔ حافظ ذہبیؒ کے بارے میں تاج الدین سبکی فرماتے ہیں :

> ''یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ساری اُمت زمین پر یکجا جمع کر دی گئی ہے۔ ذہبی ایک ایک آدمی کو دیکھتے جارہے ہیں اَور اُس کے بارے میں جو باتیں بتلا رہے ہیں وہ اِس طرح کہ جیسے وہ اُس کے ساتھ اُن واقعات کے وقت موجود تھے۔''
>
> (مقدمہ سیرُ اَعلام النُبلاء بحوالہ طبقات السبکی)

اِس کی ایک اَور مثال دیتا ہوں کہ

اِمام بخاری ، اِمام اِسحاق رحمۃ اللہ علیہما کے پاس پڑھ رہے تھے تو اُستاد نے ایک حدیث بیان کی اِس کی سند میں ایک نام آیا عطاء کیخارانی۔

اِسحاقؒ نے شاگردوں سے پوچھا کہ یہ راوی کون صاحب ہیں ؟

شاگرد خاموش رہے۔

اِمام بخاریؒ نے جواب عرض کیا کہ "کیخاران" "یمن" میں ایک شہر کا نام ہے حضرت معاویہؓ نے وہاں اُن صحابی کو بھیجا تھا جن سے عطاء نے اَپنے شہر کیخاران میں یہ روایت سنی۔

اِسحاقؒ بہت خوش ہوئے اُنہوں نے بخاریؒ کو دَاد دی فرمایا كَأَنَّكَ شَهِدْتَّ الْقَوْمَ ایسا لگتا ہے جیسے تم نے اُن لوگوں کو دیکھا ہے۔

گویا اِن علوم میں تاریخ اَور جغرافیہ کی بھی اَز حد ضرورت ہوتی ہے اِسی لیے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اَور اُن جیسے بہت سے علماء نے اِجتہاد کی ہمت نہیں کی۔

اِمام بخاری ، ذہبی ، اِبن حجر رحمۃ اللہ علیہم حدیث کے مجتہد تھے اِن کا فتوی حدیث کے بارے میں چلتا تھا کہ صحیح ہے یا ضعیف وغیرہ۔ اِستنباطِ مسائل میں یہ فقیہ شمار نہیں ہوئے۔ اِتنے علم کے ساتھ اَگر فقاہت اَور عامۃ المسلمین کے سب مسائل حل کرنے کی قوت بھی پائی جا رہی ہو تو وہ "مجتہد کامل" شمار ہو سکتا ہے۔

عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی متقی شخص آج اِتنا بڑا عالم اَور فقیہ یعنی تمام مسائل کے اِستخراج میں با اُصول رہ کر دین کی گہرائیوں اَور باریکیوں تک پہنچنے والا بھی ہو تو اُس کے اِجتہاد کو سب علماء مان لیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِجتہاد کی شرط اِن الفاظ میں بتلائی ہے :

حَتّٰی بَلَغَ عَیْنَ الشَّرِیْعَةِ الْاُوْلٰی

"یعنی اُس کی وسعتِ علمی اَور اِستحضار کا یہ عالم ہو جائے کہ جیسے وہ شریعت کے اِبتدائی دَور میں پہنچ گیا ہو۔"

ورنہ اِجتہاد کی دُوسری متبادل صورت وہ ہے جو میں نے عرض کی اَور اِس کی مثالیں پیش کیں۔

اَنگریزی داں طبقہ جس کا ذریعہ علم ہی اَعداءِ اِسلام [1] مستشرقین کی کتابیں ہیں خود حق اِجتہاد حاصل کرنے کا خواہشمند ہے۔ اِس کی یہ خواہش صرف اِسی طرح پوری ہوسکتی ہے کہ وہ اَپنے مذہب کی صحیح معلومات صحیح کتابوں اَور صحیح علم والوں سے حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے، خواہشاتِ نفس کی پیروی میں دین کو کھلونا (تَلَعُّبْ بِالدِّیْنِ) بنانے سے محفوظ اَور اَپنی پناہ میں رکھے۔

حامد میاں غفرلہٗ

۱۵/اپریل ۱۹۸۳ء

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

---

[1] یعنی اِسلام کے دُشمن یہود و نصاریٰ